دودھ پینے والے بچے کے پیشاب پر چھینٹے کافی ہیں !

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

معززقارئین! اسلام ایک عالمگیر اور دائمی مذہب ہے ، اس میں لوگوں کی ضروریات و حاجا ت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے ، چونکہ اسلام خالص خالقِ کائنات کی طرف سے نازل شدہ دین ہے اور خالق اپنی مخلوق کے حالات سے اچھی طرح واقف ہے ، اس لیے اس نے لوگوں کو ایسا ضابطہ حیات دیا ، جس میں زیادہ سے زیادہ سہولت ہو ، اسی سلسلے کی ایک کڑی دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹے مارنے سے طہارت حاصل ہونے کی نبوی رخصت ہے ، لیکن بعض الناس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس رخصت سے مسلمانوں کو محروم کرنے کی ٹھان رکھی ہے ، وہ اس بارے میں وارد صحیح و صریح احادیث کا ردّکر تے ہوئے بچے کے پیشاب کو بھی دھونے کا حکم دیتے ہیں ، حالانکہ ان کے پاس ایک ضعیف حدیث بھی نہیںہے ،جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ بچے کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے ۔

دیگر بہت سے مسائل کی طرح وہ اس مسئلے میں بھی دلائل سے تہی دست ہو کر صرف احادیثِ صحیحہ کی من مانی تاویلات کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں ۔

آئیے اس سلسلے میں حدیثی دلائل اور ان پر احناف کی طرف سے برسائے گئے تاویلی تیروں کی وقعت ملاحظہ فرمائیں :

دلیل نمبر ١:

عن أبی السّمح قال : کنت خادم النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فجئی بالحسن أو الحسین ، فبال علیٰ صدرہ ، فأرادوا أن یغسلوہ ، فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : رشّہ ، فانّہ یغسل بول الجاریۃ ، و یرشّ من بول الغلام ۔

''سیدنا ابو السمح فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا ، ایک دفعہ حسن یا حسین رضی اللہ عنہما آپ کے پاس لائے گئے ، انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا ، صحابہ کرام نے چاہا کہ اسے دھو دیں، لیکن آپ نے فرمایا : اس پر چھینٹے مارو ، کیونکہ بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں ۔(سنن ابی داو،د : ٣٧٦ ، سنن نسائی : ٣٠٥ ، سنن ابن ماجہ : ٥٢٦ ، واللفظ لہ، ، وسندہ، حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (٢٨٣) اور امام حاکم (١/١٦٦)

رحمہما اللہ نے "صحیح "کہا ہے ، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ، نیز حافظ ابنِ حجر نے اس کو "صحیح " قرار دیا ہے ۔
(تخریج احادیث المختصر : ٢/٤٠١۔٤٠٢)
امام بخاری فرماتے ہیں : حدیث حسنٌ۔ " یہ حدیث حسن ہے ۔"
(التلخیص الحبیر لابن حجر : ١/٣٨)

دلیل نمبر ٢:

وعن لبابۃ بنت الحارث قالت : کان الحسین بن علیّ رضی اللّہ عنہ فی حجر رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم فبال علیہ ،
فقلت :البس ثوبا وأعطنی ازارک حتّی أغسلہ ، قال :انّما یغسل من بول الأنثی وینضح من بول الذّکر۔
"سیدہ لبابہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے کہ پیشاب کر دیا ، میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ دوسرا کپڑا پہن لیں اور اپنا تہبند مبارک مجھے دیں تاکہ اسے دھو دوں ، آپ نے فرمایا : بلا شبہ بچی کا پیشاب دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے ۔ (سنن ابی داو،د : ٣٧٥ ، سنن ابن ماجہ : ٥٢٢ ، وسندہ، حسن ان کان قابوس بن المخارق سمع من ام الفضل لبابۃ بنت الحارث ، واخرجہ احمد : ٦/٣٣٩۔٣٤٠ ، وسندہ، صحیح متصل)
اس حدیث کو بھی امام ابن خزیمہ (٢٨٢) اور امام حاکم (١/١٦٦) نے "صحیح "کہا ہے ، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۔

دلیل نمبر ٣:

و عن عائشۃ : انّ النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم کان یؤتٰی بالصّبیان ، فیبرّک علیھم و یحنّکھم، فأتی بصبیّ فبال علیہ ، و دعا بماء فاتبعہ بولہ ولم یغسلہ ۔
"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے ، آپ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور ان کو گھٹی دیتے ، ایک بچہ آپ کے پاس لایا گیا ،آپ پر پیشاب کر دیا ، آپ نے پانی منگوا کر پیشاب پر ڈالا ، لیکن اسے دھویا نہیں ۔"
(صحیح البخاری : ٢٢٢ ، صحیح مسلم : ٢٨٦ ، ١٠١ ، واللفظ لہ)

دلیل نمبر ٤:

وعن أمّ قیس بنت محصن : انّھا أتت النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم

بابن لها لم يبلغ أن يأكل الطئعام فبال فى حجر رسول اللّٰہ صلّى اللّٰہ علیہ وسلّم فدعا بماء ، فنضحہ علىٰ بولہ ، ولم يغسلہ غسلاً ۔

"سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میںلائیں ، وہ ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہ پہنچا تھا ، اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا ، آپ نے پانی منگوایا ، اور پیشاب پر چھینٹے مار دیئے اور اسے بالکل نہیں دھویا ۔

(صحیح بخاری : ۲۲۳ ، صحیح مسلم : ۲۸۷ ، ۱۰٤ ، واللفظ لہ)

فہم ِ محدثین کی روشنی میں

★١ امام بخاری کی تبویب یہ ہے :

باب ما جاء فى بول الصّبيان ۔ یعنی بچوں کے پیشاب کا بیان ۔

★ شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی لکھتے ہیں :

غرضہ أن التّطهير من بول الصّبيان تحصل باتّباع الماء ونضحہ ولا حاجۃ الى الغَسل ۔

"اس تبویب سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب سے طہارت پانی کے چھینٹے مارنے سے حاصل ہوجاتی ہے ، دھونے کی ضرورت نہیں ۔"(شرح تراجم ابواب صحیح البخاری از شاہ ولی اللہ)

★٢ امام ترمذی (م ۲۷۹) اس حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں :

باب ما جاء فى نضح بول الغلام قبل أن يطعم ۔

"کھانا کھانے سے پہلے کی عمر والے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنے کا بیان ۔

اوریہ حدیث ذکر کرنے کے بعد یوں تبصرہ فرماتے ہیں :

وهو قول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النّبىّ صلّى اللّٰہ عليہ وسلّم والتّابعين ومن بعدهم ، مثل أحمد واسحاق ، قالوا : ينضح بول الغلام ، ويغسل بول الجاريۃ ،وهٰذا مالم يطعما، فاذا طعما غُسِلا جميعا ۔

"یہی مذہب بہت سے اہلِ علم صحابہٴ کرام ، تابعینِ عظام اور بعد والوں کا ہے ، مثلاً امام احمد بن حنبل اور اسحاقِ بن راہویہ ، ان کا کہنا ہے کہ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا،یہ فرق اس وقت تک ہو گا جب تک وہ کھانا کھانے نہ لگیں ، جب وہ کھانا شروع کر دیں ، تو دونوں

کے پیشاب کو دھونا ضروری ہو گا ۔'' (جامع ترمذی تحت حدیث : ۷۱)

★۳ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے ۔(جامع ترمذی ، تحت حدیث : ۷۱)

★٤ امام ابن خزیمہ (۲۲۳ ۔ ۳۱۱) کی تبویب یہ ہے : باب نضح بول الغلا م ورشّہ قبل أن یطعم ۔

''کھانا شروع کرنے سے پہلے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنے اور چھینٹے مارنے کا بیان ہے''

(صحیح ابن خزیمہ : ۱/۱٤٤)

★۵ امام ابن حبان (م ۳۵٤) فرماتے ہیں :

ذکر الاباحۃ للمرء ترک غسل الثّوب الّذی أصابہ بول الصّبیّ المرضع الذی لم یطعم بعد۔

''جس شیر خوار بچے نے ابھی کھانا نہ کھایا ہو ، اس کے پیشاب میں ملوث کپڑے کو نہ دھونے کے جواز کا بیان ہے''

نیز فرماتے ہیں : ذکر الاکتفاء بالرّشّ علی الثّیاب الّتی أصابھا بول الذّکر الّذی لم یطعم بعد ۔

''جس بچے نے ابھی تک کھانا نہ کھایا ہو ، اس کے پیشاب زدہ کپڑوں پر پانی کے چھینٹے کافی ہونے کا بیان ہے'' (صحیح ابن حبان : ٤/۲۰۸ ، ۲۱۰)

★٦ امام ابن المنذر (۳٦۸۔٤٦۳) فرماتے ہیں :

یجب رشّ بول الغلام بحدیث أمّ قیس ، و غسل بول الجاریۃ ۔

''ام قیس کی حدیث کی بناء پر بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا واجب ہے اور دوسری احادیث سے بچی کے پیشاب کو دھونا ثابت ہوتا ہے ۔'' (الاوسط لابن المنذر : ۲/۱٤٤)

★۷ اس حدیث کے راوی امامِ اہل سنت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فمضت السّنّۃ بأن لا یغسل من بول الصّبیّ حتّی یأکل الطّعام فاذا أکل الطّعام غسل من بولہ۔

''مسلمانوں میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ کھانا کھانے کی عمر سے پہلے بچے کا پیشاب نہ دھویا جائے ، جب وہ کھانا کھانے لگ جائے ، تو پھر اس کا پیشاب دھویا جائے گا ۔'' (صحیح ابن حبان : ٤/۲۱۱)

احناف کے نزدیک بھی یہ اصول مسلم ہے کہ راوی اپنی روایت کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے ۔

★٨ امام بیہقی کی تبویب یہ ہے : ما روی فی الفرق بین بول الصّبیّ والصّبیۃ ۔

"بچے اور بچی کے پیشاب میں فرق کرنے والی روایات کا بیان ۔"

(سنن الکبرٰی للبیہقی : ۲/٤١٤)

★٩ حافظ نووی (م ٦٣١ ۔ ٦٧٦) شرح صحیح مسلم (١ /١٣٩) میں لکھتے ہیں :

و قداختلف العلماء فی کیفیّۃ طھارۃ بول الصّبیّ والجاریۃ علی ثلاثۃ مذاھب وھی ثلاثۃ أوجہ ، لأصحابنا الصّحیح المشھور المختار أنّہ یکفی النّضح فی بول الصّبیّ ولا یکفی فی بول الجاریۃ ، بل لا بدّ من غسلہ کسائر النّجاسات ، والثّانی : أنّہ یکفی النضح فیھما ، والثّالث : لا یکفی النّضح فیھا ، وھٰذان الوجھان حکاھما صاحب التّتمّۃ من أصحابنا وغیرہ وھما شاذّان ضعیفا ن ۔

"بچے اور بچی کے پیشاب سے طہارت حاصل کرنے کی کیفیت میں علماء تین مختلف مذہب رکھتے ہیں ، اور یہ مذاہب تین طریقوں پر مشتمل ہیں ، شوافع کے ہاں صحیح ، مشہور اور مختار طریقہ یہی ہے کہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے ، البتہ بچی کے پیشاب میں چھینٹے کافی نہیں ، بلکہ دوسری نجاستوں کی طرح اسے بھی دھونا ضروری ہے ، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے ، تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب پر چھینٹے کافی نہیں ، آخری دونوں طریقے ہمارے علماء میں سے صاحب تتمہ وغیرہ نے نقل کئے ہیں ، یہ دونوں شاذ اور ضعیف ہیں ۔"

★١٠ امام عبدالحق الاشبیلی (٥١٠ ۔ ٥٨١) باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

باب نضح بول الغلام الرّضیع ۔

"دودھ پینے والے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا بیان ۔"

(الاحکام الشرعیۃ الکبرٰی : ١/٣٨٥)

تلک عشرۃ کاملۃ ۔ وللہ الحمد !

دلائل احناف

مذکورہ احادیث اور توضیحات محدثین کے خلاف اس بارے میں احنا ف کا مسلک یہ ہے کہ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے ، البتہ بچے کے پیشاب پر غسل خفیف ہو گا اور بچی کے پیشاب کو پورے مبالغے سے دھویا جائے گا ، یہ بھی فقہ حنفی کا ایسا مسئلہ ہے جس پر کوئی ایسی صحیح و صریح حدیث ان

کے پاس نہیں ، جو بچے اور بچی کے پیشاب کی بابت بچے کے
پیشاب کو دھونا واجب قرار دے ، محض الفاظ کے ہیر پھیر ، بعید
قیاسات اور فاسد تاویلات سے کام لیا گیا ہے ۔
تنبیہ :
جناب سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی لکھتے ہیں :
''امام نووی شرح مسلم (۱/۱۳۹) میں ، حافظ ابن حجر فتح الباری
(۱/۲٦۱) میں اور علامہ عینی عمدۃ القاری (۱/۷۸۹) میں لکھتے
ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ لڑکے کے
پیشاب پر جب تک اس نے طعام (کھانا) شروع نہ کیا ہو ، غسل
خفیف ہو گا ، لڑکی کا پیشاب پورے مبالغہ کے ساتھ دھویا جائے
گا ۔''
(خزائن السنن از صفدر : ۱/۱۵۰)
مذکورہ حوالہ تو کجا آپ پوری شرح مسلم از نووی پڑھ جائیں ،
یہ عبارت آپ کو کہیں نہیں ملے گی ، جو صفدر صاحب نے حافظ
نووی سے منسوب کی ہے ، اس کے برعکس'' خفیف ''یا'' مبالغہ''
کافرق کیے بغیر حافظ نووی لکھتے ہیں :
وممّن قال بوجوب غسلھما أبو حنیفۃ ومالک فی المشھور عنھما
وأھل الکوفۃ ۔
''جو لوگ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا واجب قرار دیتے
ہیں ، ان میں مشہور قول کے مطابق امام ابو حنیفہ، اور امام
مالک ،نیز اہل کوفہ شامل ہیں ۔'' (شرح مسلم از نووی :
۱/۱۳۹)
اسی طرح حافظ ابنِ حجر کی طرف بھی اس فرق والی عبارت
کا انتساب غلط ہے ، کیونکہ یہ عبارت قطعاً حافظ صاحب کی
نہیں، بلکہ انہوں نے ابنِ دقیق العید سے یہ بات نقل کی
ہے ،حافظ ابن حجر تو بغیر فرق کے تیسرا مذہب یوں بیان کرتے
ہیں :
والثّالث : ھما سواء فی وجوب الغسل وبہ قال الحنفیّۃ
والمالکیّۃ ۔
''تیسرا مذہب یہ ہے کہ بچے اور بچی کے پیشاب دھونے کے وجوب
میں برابر ہیں ، یہی مذہب احناف اور مالکیوں کا ہے ۔'' (فتح
الباری : ۱/۳۲۷)
دیوبندی حضرات کو یاد رہے کہ ابنِ دقیق العید نے صرف یہ قول
نقل ہی نہیںکیا ، بلکہ اس کا خوب رد بھی کیا ہے ، جس کا ذکر

ہم آئندہ صفحات میں کریں گے ۔
دلیل نمبر ۱:
محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب اپنے دلائل میں لکھتے ہیں :
''بخاری (۱/۳۵) میں روایت ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایک لڑکے نے پیشاب کر دیا جس نے کھانا شروع نہیں کیا تھا ، فدعا بماء فأتبعہ ایّاہ آپ نے پانی منگوا کر اس پر خوب بہایا ۔''(خزائن السنن : ۱/۱۵۰)
تبصرہ :
دیوبندی صاحب نے حدیث کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے ۔
(ا) أتبع الماء کا معنی ''خوب پانی بہانا'' کس لغت میں ہے ؟
میرے سامنے'' القاموس الوحید'' ہے، جو کہ جناب وحید الزماں قاسمی کیرانوی استاذِ حدیث وادب ِعربی و معاون مہتمم دار العلوم دیوبند کی تصنیف و تالیف ہے ، اس میں بعینہٖ اسی لفظ أتبعہ ایّاہ کا ترجمہ یوں ہے '' پیچھے لگانا ، پیچھے چلنا ، لاحق کرنا ''
اب تقلید ِنا سدید نے دیوبندی صاحب کو مجبور کیا ہے کہ وہ اپنا مذہب ثابت کرنے کی خاطر غلط بیانی کرتے ہوئے ترجمہ میں'' خوب '' کے الفاظ زیادہ کردیں ۔
(ب) اگر صفدر صاحب بخاری میں ہی اسی حدیث کو دوسرے مقام پر بھی پڑھ لیتے ، تو شاید اس سے بچے کے پیشاب کو دھونے کے واجب ہونے پر استدلال نہ کرتے ، کیونکہ صحیح بخاری میں (۲/۹٤۰) پر اسی حدیث کے الفاظ ہیں : فدعا بماء فأتبعہ الماء ولم یغسلہ ۔
''آپ نے پانی منگوا کر پیشاب کے پیچھے لگا یا لیکن اسے دھویا نہیں ۔'' (بخاری : ٦٣٥٥)
اب اہلِ دانش خود اندازہ لگائیں کہ دھونے کے بغیر پانی ڈالنے کی کیا صورت ہو گی ؟
الأحادیث تفسّر بعضها بعضاً کے تحت اس سے مراد چھینٹے اور چھڑکاؤ ہی ہو سکتا ہے ۔
(ج) محدثین اپنی احادیث کا معنی و مفہوم بعض الناس سے بہتر جانتے ہیں ، کیونکہ مثل مشہور ہے ۔
صاحب البیت أدرٰی بما فیہ (گھر والا اپنے گھر کو دوسروں سے

بہتر جانتا ہے ۔)

ہم محدثین کی ایک بڑی جماعت سے بچے کے پیشاب پر چھینٹے کافی ہونے کے اقوال و فتاوٰی جات نقل کر چکے ہیں ، اب صرف امام ابن حبان کا فتوی ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے ، فرماتے ہیں :

ذکر البیان بأنّ قول عائشة :فأتبعه الماء ، أرادت به رشّه علیه ۔

"اس بات کی وضاحت کا تذکرہ کہ سیدہ عائشہ کے فرمان فأتبعه الماء (آپ نے پیشاب پر پانی لاحق کیا)سے ان کی مراد رشّہ، علیہ (آپ نے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے) ہے ۔"

(صحیح ابن حبان : ٤/٢٠٩)

اب بتائیں کہ بات امام ابن حبان اور دیگر محدثین کی مانی جائے گی یا سرفرازِ خاں صفدر صاحب کی ؟

بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

دلیل نمبر ٢:

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں :

"مسلم میں (١/١٣٩)روایت ہے کہ فدعا بماء فصبّہ، علیہ ۔ صحیح ابو عوانہ (١/٢٠٢) میں روایت ہے کہ آپ پر ایک لڑکے نے پیشاب کر دیا ۔ فدعا بماء فصبّہ علی البول یتبعہ ایّاہ ۔طحاوی (١/٤٧) میں روایت ہے کہ آپ پر ایک لڑکے نے پیشاب کر دیا تو فرمایا پانی لاؤ فصبّوا علیہ الماء صبّا ۔ اور اسی صفحہ پر یہ روایت بھی ہے کہ آپ پر حضرت حسن یا حسین نے پیشاب کر دیا ، آپ نے پانی منگوایا فصبّہ، علیہ ، ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ صرف نضح اور رش پر اکتفا نہیں کیا گیا ، بلکہ خوب پانی ڈالا گیا اور بہایا گیا اور یہی غسل خفیف ہے ۔"(خزائن السنن از صفدر : ١/١٥٠)

تبصرہ :

اس تمام عبارت میں موصوف نے لفظِ "صبّ" پر زور دے کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ بچے کے پیشاب کو دھویا جائے گا ، ورنہ پاک نہ ہو گا ، حالانکہ صحیح مسلم اور طحاوی وغیرہ کے جو الفاظ صفدر صاحب نے پیش کئے ہیں ، وہ اسی حدیثِ عائشہ کے ہیں ، جس میں وہ فرماتی ہیں کہ ولم یغسلہ (آپ نے اسے دھویا نہیں) ،ایک ہی حدیث میں "صبّ "اور عدمِ غسل (نہ دھونے) کا مطلب وہی ہے جو ہم امام ابن حبان کی زبانی بیان کر چکے ہیں کہ رشّہ علیہ(چھینٹے مارے) ، محدثین اور سلف صالحین کی یہی تحقیق ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں :

حافظ نووی لکھتے ہیں کہ حدیث عائشہ میں مختلف الفاظ آئے ہیں :

فدعا بماء فأتبعہ بولہ ولم یغسلہ وفی الرّوایۃ الأخری۔۔فدعابماء فصبّہ، علیہ۔(شرح مسلم: ١/٣٩)

ان مختلف الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد انہوں نے صحیح اور مختار مذہب یہی بیان کیا ہے کہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے کافی ہیں اور اسے ہی جمہور صحابہ ، تابعین ، محدثین اور سلف صالحین کا مذہب قرار دیا ہے ، پتا چلا کہ محدثین ''صبّ ''کو بھی ''رش'' اور'' نضح ''پر محمول کرتے ہیں ،نہ کہ غسل پر ،کلام عرب میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ الفاظ ایک دوسرے کے معانی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں ، محدثین کرام احادیث کی لغت کو بھی بخوبی جانتے تھے ، خصوصا حافظ نووی کو تو امامِ لغت شمار کیا جاتا ہے ، اور وہ اکثر لغوی تشریح کرتے بھی رہتے ہیں ، لہٰذا شرح نووی لغت کی کتاب بھی ہے ، اب محدثین و سلف صالحین کی بات مانی جائے گی یا مقلدین کی ؟

دلیل نمبر ۳:

بخاری کی روایت کے الفاظ لم یغسلہ(آپ نے بچے کے پیشاب کو دھویا نہیں) مقلدین کے گلے کا طوق ہیں ، اس طوق سے جان چھڑانے کی ناکام کوشش میںسرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں :

''مسلم (١/١٣٩) میںاس روایت کے الفاظ یوں ہیں ولم یغسلہ غسلاً تو نفی تاکید کی ہے ، نفسِ غسل کی نہیں ہے'' (خزائن السنن از صفدر : ١/١٥١)،نیز دیکھیں اعلاء السنن از ظفر احمد تھانوی دیوبندی (١/٤٣٢ ۔ ٤٣٣)

تبصرہ :

(ا) صفدر صاحب نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے حدیث کے معنی کو اپنے مذہب کے موافق ڈھالنے کی کوشش کی ہے ، لیکن بے سود ،خود صفدر صاحب نے اقرار کیا ہے کہ لم یغسلہ کی تاکید دوسری حدیث میں آئی ہے اور ولم یغسلہ غسلاً ہو گیا ، لہٰذا اگر حصارِ تقلید سے باہر آ کر غور کیا جائے ، تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ اس جگہ یہ تاکید'' غسل ''(دھونے)کی نہیں، بلکہ عدمِ غسل(نہ دھونے) کی ہے ، یعنی لم کی نفی یغسلہ پر وارد ہوئی ہے ،نہ کہ غسلاً پر ، کیونکہ خود باقرارِ صفدر صاحب یہ بات گزر چکی ہے کہ پہلے لم یغسلہ (عدمِ غسل) تھا ، پھر اس کی تاکید

مسلم میں غسلاً لائی گئی ، جب یہ تاکید عدم غسل کی ہے ، تو بجائے احناف کو سہارا دینے کے ، مزید گلے کا کانٹا بن گئی ہے ، اب معنی یہ ہوا کہ آپ نے چھینٹے مارے تھے ، دھویا بالکل ہی نہیں تھا۔

(ب) صفدر صاحب نے لم یغسلہ غسلاً میں جو تاکید کی نفی مراد لی ہے ، سوائے احناف کی ہٹ دھرمی کے اس پر کوئی دلیل نہیں ، جبکہ ہم محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت یعنی دس ، جو کہ کسی حدیث میں ہو تو اسے تواتر تک پہنچا دیتی ہے ، سے اپنے بیان کردہ معنی کی تائید ذکر کر چکے ہیں ۔

علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں :

اتّبعوا فی ذالک القیاس وقالوا المراد بقولھا ، ولم یغسلہ ، ای غسلاً مبالغاً فیہ ، وھو خلاف الظّاھر ویبعدہ ما ورد فی الأحادیث الآخرین من التّفرقۃ بین بول الصّبیّ والصّبیّۃ فانّھم لا یفرّقون بینھما ۔

''احناف نے اس مسئلہ میں قیاس سے کام لیا ہے اور کہا ہے ولم یغسلہ سے مراد مبالغہ سے دھونا ہے ، حالانکہ یہ ظاہر کے خلاف ہے اور دوسری روایات میں جو بچے اور بچی کے پیشاب میں چھینٹے مارنے اور دھونے کا فرق آیا ہے ، وہ بھی اسے بعید قرار دیتا ہے ، کیونکہ احناف ان میں فرق نہیں کرتے ۔'' (فتح الباری : ۱/۳۲۷)

(ج) جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں :

قولہ : ولم یغسلہ غسلاً ، صریح فی نفی المبالغۃ فی الغسل ، أی لم یغسلہ غسلاً شدیداً ، فانّ المفعول المطلق یکون للتّاکید ، وأمّا نفی الغسل مطلقاً فلا ۔

''آپ کا فرمان ولم یغسلہ غسلاً واضح طور پر بتاتا ہے کہ یہاں دھونے میں مبالغہ کی نفی ہے، یعنی آپ نے سختی سے اسے نہیں دھویا ، کیونکہ مفعولِ مطلق تاکید کے لئے آتا ہے ، مطلق طور پر دھونے کی نفی مراد نہیں۔''(اعلاء السنن از تھانوی : ۱/۴۳۲ ، ۴۳۳)

تبصرہ :

جناب تھانوی صاحب بتا رہے ہیں کہ مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے ، تھانوی صاحب کی اس بات سے ہمیں ذرا برابر بھی انکار نہیں ، لیکن بعض الناس کو یہ بات بھی مدنظر رکھنا ہو گی کہ مفعولِ مطلق ہمیشہ مصدر ہوتا ہے ، جس طرح مصدر فعل

معروف سے آتا ہے ، بعینہٖ وہی مصدر فعل مجہول سے بھی آتا
ہے ، اب اگر کوئی شخص مصدر کو ہمیشہ معروف ہی خیال
کرتا رہے اور اسے مجہول کہنے سے انکار کر دے ، تو اس کی
جہالت میں شک نہیں کیا جا سکتا، مثلا ً ضُرِبَ زَیْدٌ ضَرْبًا ، میں
ضَرْبًا مصدر مجہول ہے ، اس کا معنی ہو گا ''زید مارا گیا مارا
جانا '' یہاں مصدر کا معنی ''مارنا'' درست نہیں ، کیونکہ یہاںتاکید
فعل مجہول(مارے جانے)کی ہے، نہ کہ معروف (مارنا)
کی،کیونکہ یہ مصدر فعلِ مجہول کا ہے ، اسی طرح فعلِ مثبت
اور فعلِ منفی کا معاملہ ہے ، اگر مصدر فعلِ مثبت کے بعد آئے تو
تاکید فعلِ مثبت کی ہو گی ، مثلاً ضَرَبْتُہ، ضَرْباً (میں نے اسے مارا
مارنا)، یعنی خوب مارا اور اگر مصدر فعلِ منفی کے بعد آئے تو
تاکیدِ نفی کی ہو گی، نہ کہ اثبات ِفعل کی ،جیسے مَا ضَرَبْتُہ،
ضَرْباً ،لہٰذا فعلِ نفی کی تاکید بالکل نہ مارنے سے تعبیر ہو گی ،
نہ کہ ہلکا مارنے سے ، دیوبندیوں کو اپنی عربی گرائمر بھی
مضبوط کرنی چاہیے ۔
تھانوی صاحب نے بھی کوئی مدلل بات نہیں کی ، محدثین اور
سلف صالحین نے خلاف معنی کرتے وقت کوئی دلیل تو ہونا چاہیے
تھی ، اگرچہ کمزور ہی ہوتی ۔
دلیل نمبر ٤:
جناب محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی لکھتے ہیں :
''بخاری (١/٣٥) وغیرہ کی روایت ہے جس میں آتا ہے نضح
علیہ ۔۔۔نضح بمعنی غسل ہے ، چنانچہ بخاری (١/٣٦) میں روایت
ہے کہ حیض کے کپڑے کے بارے میں آپ سے سوال ہوا ، قال : تحتّہ
ثمّ تقرصہ بالماء و تنضحہ بالماء ۔ اس مقام پر تنضح کے معنی
شراح نے غسل ہی کے کئے ہیں ۔۔۔''
(خزائن السنن از صفدر : ١/١٥١)
تفصیل کے لئے دیکھیں اعلاء السنن ازظفر احمد تھانوی دیوبندی (
١/٤٣٢ ۔ ٤٣٥)
تبصرہ :
اولاً: خود ظفر احمد تھانوی صاحب نے حافظ نووی سے نقل کیا
کہ'' نضح''چھینٹے مارنے اور دھونے دونوں معنی میں آتا ہے ، تعیّنِ
معنیٰ سیاق اور دوسری روایات سے ہو گا ، چنانچہ:
پہلے ہم نے سیاق کو دیکھا تو ''نضح ''کے ساتھ لم یغسلہ کا لفظ
آیا ہے (دیکھیں بخاری : ٢٢٣)،لہٰذا دوسرا ، یعنی چھینٹے مارنے کا

معنیٰ متعین ہو گیا۔
پھردوسرے نمبر پر دوسری روایات کو دیکھیں تو'' نضح ''کے ساتھ ''رش''(چھینٹے مارنے) کا لفظ آیا ہے ، لہٰذااس طریقہ سے بھی چھینٹے مارنے کا معنیٰ متعین ہو گیا ،لفظِ'' صبّ'' پر بحث گزر چکی ہے ۔
ثانیاً: محدثین نے'' نضح ''سے'' رش''(چھینٹے مارنا) ہی مراد لیا ہے ، جیسا کہ ان کی تبویب سے عیاں ہے ،جسے ہم تفصیلاً بیان کر چکے ہیں ، لہٰذا سب تاویلات باطل ہو گئیں ۔والحمد للٰہ علیٰ ذلک۔
اب قارئین ہی بتائیں کہ حدیث ِ نبوی میں دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر چھینٹے کافی ہونے کے الفاظ موجود ہونے کے باوجود اورنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے کے پیشاب کو نہ دھونے کے باوجو د اور پھرکثیر تعداد میں محدثین کرام کی تصریحات کے باوجود بھی مقلدین کا بغیر دلیل کے اسے دھونا ضروری قرار دینا حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت ؟

عذابِ قبر سے پناہ ابو سعید

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک دن نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے ، آپ نے بنو نجار کے لوگوں کی آوازیں سنیں جو کہ جاہلیت میں مر ے تھے ، ان کو قبر وں میں عذاب ہو رہا تھا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبراتے ہوئے نکلے ، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگو ۔''(مسند الامام احمد : ۳/۲۹۵۔۲۹۶، وسندہ، صحیح)